تنویر الحدیث
فی
اصول الحدیث
مؤلف
محمد ابوبکر رضوی
استاذ مدرسہ انیس الغرباء مقام و ڈاک خانہ بہیڑہ ضلع دربھنگہ مدرسہ نمبر ۱۵۶
زیر اہتمام
دار العلوم غوثیہ مکینہ بہیڑہ ضلع دربھنگہ

تنویر الحدیث

في

اصول الحدیث

مؤلف

محمد ابوبکر رضوی

استاذ مدرسہ انیس الغرباء مقام وڈاکخانہ بہیڑہ ضلع دربھنگہ مدرسہ نمبر ۱۵۶

زیر اہتمام

دار العلوم غوثیہ مکیہ، بہیڑہ ضلع دربھنگہ

کتاب : تنویرالحدیث فی اصول الحدیث
مؤلف : محمد ابوبکر رضوی
استاذ مدرسہ انیس الغرباء مقام وڈاکخانہ بہیڑہ ضلع در بھنگہ
مدرسہ نمبر ۱۵۶
پروف ریڈنگ : حافظ محمد ضیاء الرحمٰن، حافظ محمد اسلام
کمپوزنگ : محمد یونس رضوی مصباحی
رضوی گرافکس، کولکاتا (7278694574)
سنہ اشاعت : ۱۴۴۳ھ بمطابق ۲۰۲۱ء
اشاعت اول : ۱۱۰۰
صفحات : ۵۶
زیراہتمام : دارالعلوم غوثیہ مکیہ، بہیڑہ ضلع در بھنگہ

ملنے کے پتے

دارالعلوم غوثیہ مکیہ، بہیڑہ، ضلع: در بھنگہ
مدرسہ انیس الغرباء، مقام وڈاکخانہ بہیڑہ، در بھنگہ
مدنی کتاب گھر، منگاہ، بہیڑی، در بھنگہ
جامعہ فاطمۃ الزہرا، دونار، در بھنگ

فہرست مضامین

نمبر شمار		صفحہ

☆☆☆

شرف انتساب

☆آفتاب رسالت ماہتاب نبوت جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ
☆پیران پیر روشن ضمیر سیدنا غوث اعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی والی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆عطائے رسول خواجہ خواجگان سلطان الہند سیدنا معین الدین چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆سرکار اعلیٰ حضرت امام الفقہا مجدد دین ملت سیدنا امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆سید السالکین امام العارفین حضرت مکی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆سلطان العارفین، تاج العاشقین پیر طریقت حضور علاء الدین علی احمد صابر بابو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
آشاپور شریف

خاک پاے اولیا
محمد ابو بکر رضوی
(دربھنگہ، بہار)

الدعاء للمغفرة

(۱) والدماجدالعبد جناب محمد ایوب صاحب مرحوم

(۲) والدہ ماجدہ بی بی صغریٰ بانو مرحومہ

(۳) برادر اکبر حضرت مولانا معوذ القادری علیہ الرحمۃ والرضوان

(۴) برادر دوئم حافظ معاذ القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۵) استاذ محترم برادر چہارم قاری امیر حمزہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۶) برادر پنجم حضرت مولانا حافظ ابوالعاص قادری مرحوم

(۷) خالہ زاد بھائی شہید ملت شہید حافظ اہل اللہ قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تقریظ

گدائے غوث وخواجہ ورضا مفتی محمد امان اللہ خان قادری

خادم التدریس دارالعلوم غوثیہ مکیہ، ٠بھیڑہ دربھنگہ، بہار

الحمد لله الذى ابدع الافلاك والارضين والصلوٰة والسلام علىٰ من كان نبياً وآدم بين الماء والطين وعلىٰ اٰلهٖ وصحبهٖ اجمعين اما بعد!

علم اصول حدیث ایک ضروری علم ہے جس کے بغیر حدیث کی معرفت ممکن نہیں، احادیث نبویہ کا مبارک علم پڑھنے پڑھانے میں بہت سی اصطلاحات استعمال ہوتے ہیں جن سے طالب علم کو آگاہ ہونا از حد ضروری ہے تاکہ وہ اس علم میں کما حقہٗ درک حاصل کرسکیں ورنہ اس کے افہام وتفہیم میں بہت سی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس موضوع میں ائمہ فن وعلماء حدیث نے مختصر ومطول بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جو اس راہ کے سالکان کے لئے مشعل راہ ہیں۔ حافظ ابن حجر کی کتاب ”نخبۃ الفکر“ اور عمدہ ترتیب اور اچھے اسلوب کی وجہ سے یہ بہت مقبول کتاب ہے یہ اپنی افادیت کے پیش نظر اکثر مدارس دینیہ کے نصاب میں شامل ہیں۔ ”شرح نخبۃ الفکر“ چونکہ عربی زبان میں ہے اسی لئے اسے آسان اور قابل فہم انداز میں اصول حدیث کی اصطلاحات بیان کرنے کی ضرورت تھی۔

ایسے تو اصول حدیث کی تاریخ (یعنی ایجادی دور) اس علم کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کے زمانے ہی میں پڑ گئی تھی، جہاں پر قرآن کریم نے یہ حکم دیا ہے: ” يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا “ (الحجرات) اے ایمان والوں اگر تمھارے پاس

کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی وضاحت کرلو۔ یہاں پر روایت میں تثبت اور راوی پر جرح کی جانب اشارہ موجود ہے جس پر اصول حدیث کی بنیاد ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خود کبھی کسی کی تعریف اور کسی کی تنقیص بیان کی ہے، یہ مناقب ومثالب راوی کی جرح وتعدیل پر غماز ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے رفیق اعلیٰ سے ملنے کے بعد صحابہ کرام کا دور شروع ہوا جو ۱۰ ھ سے لے کر کم وبیش ۱۱۰ھ پر ختم ہوتا ہے صحابہ کرام کا یہ دور جس کو رسول کریم ﷺ نے خیر القرون کا شرف عطاء فرمایا ہے اس کو تین دور میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلا دور خلفاے راشدین کا جو تقریباً ۴۰ھ تک ہے۔

دوسرا دور عام صحابہ کا جو تقریباً ۷۰ھ تک ہے۔

تیسرا دور صغار صحابہ کا جس کو کبار تابعین کا دور بھی کہا جاسکتا ہے یہ ۷۰ھ کے بعد سے آخری صحابی کے انتقال کے وقت تک ہے جو راجح قول کے مطابق ۱۱۰ھ ہے۔ صحابہ کرام کے ابتدائی دور میں یہ شریعت ہر قسم کی رخنہ اندازیوں سے پاک وصاف تھی، احادیث رسول بہت زیادہ پھیلی نہ تھی اس لئے اس دور میں اصول حدیث کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔

اس کی جگہ پر روایت میں تثبت، کثرت روایات سے پرہیز، اور بوقت ضرورت نقد حدیث ہی کافی تھا۔ صحابہ کے دوسرے دور میں جب حدیث رسول عرب سے نکل کر عجم تک پہنچی اور سیاسی سرگرمیوں نے جنم لیا۔ مختلف سیاسی فرقے نمودار ہونے لگے، شیعیت اور خارجیت نے پر پُرزے پھیلائے، ان سیاسی فرقوں نے اپنے آپ کو دینی شکل میں ڈھالنے کی کوشش کی اور اپنی فکر کی تائید کے لئے احادیث رسول سے کھیلنے لگے یہیں سے اصول حدیث کے استعمال کی ضرورت پیش آئی اس لئے خدام سنت نبوی نے اس فن کی ایک جز اسناد حدیث کا اہتمام کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ (متوفیٰ: ۶۷ھ) کا مشہور قول جو انھوں نے بشیر عدوی

سے کہا تھا اس کا بین ثبوت ہے آپ نے فرمایا:"فلما رکب الناس الصعب والذلول لم ناخذ من الناس الا ما نعرف"(مقدمہ صحیح مسلم)

جب لوگ ہر نرم وتخت سواری پر سواری کرنے لگے (یعنی رطب ویابس بیان کرنے لگے) توہم لوگوں سے وہ چیز نہیں لیتے جس کو نہیں جانتے۔

امام ابن سیرین (متوفیٰ:۱۱۰ھ) کا فرمان ہے:"ان ھٰذہٖ الاحادیث دین فانظروا عمن تاخذونھا".(الجرح والتعدیل)

یہ حدیثیں دین ہیں لہٰذا دیکھو کہ کس سے لے رہے ہو۔

نیز یہ بھی فرمایا:"لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلمّا وقعت الفتنۃ قالوا سموا النارجالکم".

پہلے لوگ سندوں کو طلب نہیں کرتے تھے لیکن جب فتنہ (شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کا وقوع ہوا تو لوگوں نے کہا اپنے راویوں کا نام بتاؤ۔

اور امام ابن مبارک (متوفیٰ:۱۸۱ھ) نے فرمایا:"الاسناد من الدین لو لا الاسناد لقال من شاء ماشاء".

سند کا تعلق دین سے ہے اگر سندیں نہ ہوتیں تو جس کی جو مرضی ہوتی سو کہتا۔

صحابہ کرام کا آخری دور جس کو تابعین کا پہلا دور بھی کہا جاسکتا ہے جس میں اسلامی حکومت کی سرحدیں وسیع وعریض خطہ پر پھیل گئیں اور حدیث رسول پوری مملکت اسلامیہ عرب وعجم میں منتشر ہوگئی ادھر رسول پاک کی حیات مبارکہ سے دوری بڑھنے لگی سلسلہ اسانید طویل ہونے لگا،لوگ کثرت سے حدیث پڑھنے پڑھانے لگے تب حدیث رسول میں غلطیوں کا امکان بڑھ گیا۔

قدریہ معتزلہ نے عقل کی بنیاد پر شریعت کی بہت سی چیزوں کا انکار اور اس کی تاویل شروع کردی تو اصول حدیث کے استعمال کی مزید ضرورت پیش آئی۔

لہٰذا اس میں اضافہ ہوتا گیا اور اصول حدیث کی مصطلحات متعیّن ہونے لگے۔ مرسل، منقطع اور بغیر اسناد والی روایتوں پر قدغن لگایا گیا حدیث صحیح وضعیف (مقبول ومردود) کا معیار متعیّن کیا گیا انکار حدیث اور خبر احاد کے حجت نہ ہونے پر ضرب لگائی گئی۔

روایت کو درایت کے میزان میں تولا جانے لگا۔ چناں چہ امام شافعی (متوفیٰ: ۲۰۴ھ) نے ناسخ ومنسوخ اختلاف حدیث حجیت خبر واحد مرسل وغیرہ کو اپنی مایہ ناز کتاب "الرسالۃ" اور "الام" میں جگہ دی۔

امام بخاری نے صحیح بخاری کے کتاب العلم اور کتاب اخبار الاحاد وغیرہ مختلف اقسام کی جانب اشارہ فرمایا۔ امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ اور امام ابوداؤد نے رسالۃ ابی داؤد الیٰ اھل مکۃ، امام ترمذی نے اپنی کتاب سنن اور علل صغیر میں اسم فن کی جزئیات کو قلم بند کیا۔ بلکہ اس کے بعض فروعات میں مکمل کتابیں تحریر کی جانے لگیں۔

چناں چہ فن علل حدیث میں علی بن المدینی (متوفیٰ: ۲۳۴ھ) امام احمد بن حنبل (متوفیٰ: ۲۴۱ھ) ابن ابی حاتم متوفیٰ: ۳۲۷ھ) وغیرہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ امام یحیٰ بن معین (متوفیٰ: ۲۳۳ھ) نے رجال حدیث پر التاریخ، امام بخاری (متوفیٰ: ۲۵۶ھ) نے التاریخ الکبیر، امام ابوحاتم رازی (متوفیٰ: ۲۷۷ھ) نے الجرح والتعدیل تحریر فرمائی۔

چوتھی صدی ہجری میں امام ابومحمد حسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد رامہر مزی (متوفیٰ: ۳۶۰ھ) نے اس علم کے ان منتشر جزئیات کو تصنیفی شکل دے دی اور تصانیف اصول حدیث کے معیار اول ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ پھر اس علم میں مسلسل کتابیں لکھی جانے لگیں۔

اور زیر نظر کتاب یعنی تنویر الحدیث بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کو فقیر قادری نے بالاستیعاب نہیں، بلکہ جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے الحمد للہ اس کو اس فن میں منفرد پایا یہ کتاب اپنے اعتبار سے جملہ تعریفات اپنے اندر سمائی ہوئی ہے اس کتاب میں ہر اصطلاحات کے ساتھ مثالیں بھی موجود ہیں اور مدارس اسلامیہ کے نصاب کے زمرے

میں شامل ہونے کا اہل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ صاحب کتاب یعنی حافظ ابوبکر رضوی استاذ مدرسہ انیس الغرباء کی اس سعی کو قبول فرمائے اور درازئی عمر بالخیر عطا فرمائے اور طالبان حدیث کے لئے مفید بنائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین.

فقیر قادری محمد امان اللہ خان قادری

۲۴؍محرم الحرام ۱۴۴۳ھ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُسَلْسَلِ اِحْسَانُهُ الْمُتَّصِلِ اِنْعَامُهُ، غَيْرِ مُنْقَطِعٍ وَلَا مَقْطُوعٍ فَضْلُهُ وَاِكْرَامُهُ، وَذِكْرُهُ سَنَدُ مَنْ لَا سَنَدَ لَهُ، وَاِسْمُهُ اَحَدُ مَنْ لَا اَحَدَ لَهُ، وَاَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ الْعَوَالِي الْمَنْزُوْلِ، وَاَكْمَلُ السَّلَامِ الْمُتَوَاتِرِ الْمَوْصُوْلِ، عَلٰى اَجَلِّ مُرْسَلٍ، كَشَّافِ كُلِّ مُعْضَلٍ، اَلْعَزِيْزِ الْاَعَزِّ الْمُعِزِّ الْحَبِيْبِ، الْفَرْدِ فِيْ وَصْلِ كُلِّ غَرِيْبٍ، فَضْلُهُ الْحَسَنُ مَشْهُوْرٌ مُسْتَفِيْضٌ، وَبِالْاِسْتِنَادِ اِلَيْهِ يَعُوْدُ صَحِيْحًا كُلُّ مَرِيْضٍ، قَدْ جَاءَ جُوْدُهُ الْمَزِيْدُ، فِيْ مُتَّصِلِ الْاَسَانِيْدِ، بَلْ كُلُّ فَضْلٍ اِلَيْهِ مُسْنَدٌ، عَنْهُ يُرْوٰى وَاِلَيْهِ يُرَدُّ، فَسُمُوْطُ فَضَائِلِهِ الْعُلْيَةِ مُسَلْسَلَاتٌ بِالْاَوَّلِيَّةِ، وَكُلُّ دُرٍّ جَيِّدٍ مِنْ بَحْرِهٖ مُسْتَخْرَجٌ، وَكُلُّ مُدِرٍّ جُوْدٍ فِيْ سَائِلِيْهِ مُدْرَجٌ، فَهُوَ الْمُخْرِجُ مِنْ كُلِّ حَرَجٍ، وَهُوَ الْجَامِعُ، وَلَهُ الْجَوَامِعُ، عَلَمُهُ مَرْفُوْعٌ، وَحَدِيْثُهُ مَسْمُوْعٌ، وَمُتَابِعُهُ مَشْفُوْعٌ، وَالْاِصْرُ عَنْهُ مَوْضُوْعٌ، وَغَيْرُهُ مِنَ الشَّفَاعَةِ قَبْلَهُ مَمْنُوْعٌ، فَاِلَيْهِ الْاِسْنَادُ فِيْ مَحْشَرِ الصُّفُوْفِ، وَاَمْرُ الْمُوْقِفُ عَلٰى رَاْيِهٖ مَوْقُوْفٌ، حَوْضُهُ الْمَوْرُوْدُ لِكُلِّ وَارِدٍ مَسْعُوْدٍ، فَيَا فَوْزَ مَنْ هُوَ مِنْهُ مُنْهِلٌ وَمَعْلُوْلٌ، فَبِهٖ كُلُّ عِلَّةٍ مِّنْ مُعَلَّلٍ تَزُوْلُ، حِزْبُهُ الْمُعْتَبَرُ، وَالشُّذُوْذُ مِنْهُ مُنْكَرٌ، وَطَرِيْقُ الشَّاذِ اِلٰى شَوَاظِ سَقَرَ، حَافِظُ الْاُمَّةِ مِنَ الْاُمُوْرِ الدَّلْهَمَةِ، اَلذَّابُ عَنَّا كُلَّ تَلْبِيْسٍ وَتَدْلِيْسٍ، وَالْجَابِرُ لِقَلْبٍ بَائِسٍ

مُضْطَرِبٍ مِنْ عَذَابٍ بَئِيْسٍ،اَلْحَاكِمُ الْحُجَّةُ الشَّاهِدُ الْبَشِيْرُ،مُعْجَمٌ فِيْ مَدْحِهٖ كُلُّ بَيَانٍ وَتَقْرِيْرٍ،عُلُوُّهٗ لَايُدْرَكُ،وَمَا عَلَيْهِ مُسْتَدْرَكٌ،مَقْبُوْلُهٗ يُقْبَلُ،وَمَتْرُوْكُهٗ يُتْرَكُ،تَعَدَّدَ طُرُقُ الضَّعِيْفِ اِلَيْهِ،فَمِنْ سُنَنِهِ الصِّحَاحِ اَلتَّعَطُّفُ عَلَيْهِ،فَيَجْبُرُ بِاِعْتِضَادِهٖ قَلْبُهُ الْجَرِيْحُ، وَ يَرْتَقِيْ مِنْ ضُعْفِهٖ اِلٰى دَرَجَةِ الصَّحِيْحِ،مَدَارُ اَسَانِيْدِ الْجُوْدِ وَالْاِكْرَامِ،مُنْتَهٰى سَلَاسِلِ الْاَنْبِيَاءِ الْكِرَامِ،صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،مَلَأَ آفَاقِ السَّمَاءِ وَاَطْرَافِ الْعَالَمِ،وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَكُلِّ صَالِحٍ مِّنْ رِجَالِهٖ وَحِزْبِهٖ،رُوَاةِ عِلْمِهٖ وَدُعَاةِ شَرْعِهٖ وَوُعَاةِ اَدَبِهٖ،وَعَلٰى كُلِّ مَنْ لَهٗ وَجَادَةٌ وَمُنَاوَلَةٌ مِنْ اَفْضَالِهِ الْوَاصِلَةِ الدَّارَةِ الْمُتَوَاصِلَةِ بِحُسْنِ ضَبْطٍ مَحْفُوْظِ النِّظَامِ،مِنْ دُوْنِ وَهْمٍ وَلَااِيْهَامٍ،وَلَا اِخْتِلَاطٍ بِالْاَعْدَاءِ اللِّيَامِ،مَارُوِيَ خَبْرٌ وَحُوِيَ اِجَازَةٌ،وَغَلَبَ حَقِيْقَةُ الْكَلَامِ مَجَازَهٗ.آمِيْنَ اَمَّا بَعْدُ:

یہ خطبہ امام اہل سنت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تحریر کردہ ہے جس میں تقریباً اسّی (۸۰) مصطلحات حدیث کو بطور براعۃ استہلال نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو آپ کی ذہانت، فطانت اور جودتِ طبع پر دال ہے۔ مصطلحات مشمولہ درج ذیل ہیں:

☆حدیث ☆خبر ☆تقریر ☆مسموع ☆اسناد ☆طریق ☆متواتر ☆مشہور ☆مستفیض ☆عزیز ☆غریب ☆فرد ☆احد ☆مقبول ☆مردود ☆صحیح ☆متّصل ☆موصول ☆وصل ☆متّصل الاسانید ☆معلل ☆علت ☆شاذ ☆شذوذ ☆ضبط ☆حسن ☆ضعیف ☆اعتضاد ☆محفوظ ☆منکر ☆متابع ☆شاہد ☆معتبر ☆مرسل ☆معضل ☆منقطع ☆مدلس ☆موضوع ☆متروک ☆معلول ☆مدرج ☆مضطرب ☆مزیدفی متّصل الاسانید ☆اختلاط ☆وہم ☆مرفوع ☆موقوف ☆مقطوع ☆منتہی ☆عوالی ☆نوازل ☆علیۃ ☆علو ☆رجال ☆مسلسل بالولاویت ☆ وداۃ ☆دعاۃ ☆صحب ☆ روی ☆یروی ☆اجازۃ ☆مناولۃ ☆وجادۃ

☆مجاز ☆صالح ☆جید ☆حافظ ☆حاکم ☆ حجت ☆جامع ☆جوامع ☆سنن ☆مسند ☆معجم ☆مستخرج ☆مستدرک ☆صحاح ☆مخرج۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس کا احسان مسلسل وانعام متّصل ہے، اس کا فضل ختم ہوتا ہے اور نہ ہی اس کا کرم روکا جاسکتا ہے، اس کا ذکر بے کس کا سہارا اور اس کا نام بے بس کا یارا ہے۔ اور افضل ترین درود جو نزول میں اعلیٰ ترین ہو اور کامل ترین سلام جو پے در پے بغیر فاصلہ کے ہو، نازل ہو رسولوں کے سردار پر جو کہ ہر پیچیدگی کو حل کرنے والے، عزیز، عزیز تر، معزز بنانے والے محبوب ہیں۔ یکتا ہیں ہر غریب کی دستگیری کو پہنچنے میں۔ ان کا فضل حسن مشہور اور ہر ایک کو عام ہے اور ان کے سہارے سے ہر مریض صحیح ہوجاتا ہے ان کی زائد تر سخاوت متّصل سندوں میں وارد ہے۔ بلکہ ہر فضل انہی کی طرف بلند کیا جاتا ہے انہی سے سیراب ہوتا ہے اور انہی کی طرف پھیرتا ہے لہٰذا ان کے اعلیٰ فضائل کی لڑی اولیت کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور ہر عمدہ موتی انہی کے بحر ذخار سے نکالا جاتا ہے اور ہر سخاوت کا (دریا) بہانے والا ان کے مانگنے والوں میں ضم ہے لہٰذا وہ ہر تنگی سے نکالنے والے ہیں اور کمالات کے جامع ہیں اور انہیں کے لیے جوامع الکلم ہیں ان کا پرچم بلند ہے اور ان کی بات سنی جاتی ہے اور ان کی اتباع کرنے والے کی شفاعت مقبول ہے اور ان سے مستغنی ہونا خسران ہے، ان سے پہلے اور کوئی شفاعت کے لیے ماذون نہیں تو انہی کی پناہ (سہارا) ہے صف بستہ قوم کے محشر میں اور موقف کا (ہولناک) معاملہ انہی کی رائے پر موقوف ہے ان کا حوض (کوثر) پر سعادت مند کے لیے ہے، تو اس کی کامیابی قابل رشک ہے جو ان سے بار بار سیراب ہو، پس انہی سے ہر بیمار کا روگ دور ہوتا ہے انہی کا گروہ قابل تقلید ہے اور اس سے علیحدگی بری ہے اور علیحدہ ہونے والے کا رستہ جہنم کے شعلوں کی طرف ہے، امت کی حفاظت کرنے والے ہیں تاریک حادثات سے، ہم سے دور کرنے والے ہیں ہر شک وعیب کو اور جوڑنے والے ہیں پریشان کے دل کو جو کہ بے چین ہو سخت عذاب کے خوف سے۔ حاکم، دلیل، گواہ اور خوشخبری دینے والے ہیں، جن کی مدح میں ہر بیان وتقریر تشنہ ہے، ان کی بلندی تک نہیں پہنچا جاسکتا دریں حال کہ ان پر کوئی عیب

نہیں، ان کا مقبول مقبول ہے اور ان کا دھتکارا ہوا مردود ہے، ناتواں کے لیے ان کی بارگاہ تک پہنچنے کے کئی راستے ہیں پس ان کی عمدہ سنتوں میں سے کمزور پر مہربانی کرنا بھی ہے لہٰذا ان کا دامن تھامنے سے اس کا زخمی دل دلاسہ پاتا ہے اور اپنی کمزوری سے درست ہوکر تندرست کے مرتبے تک بلند ہوجاتا ہے، حضور ﷺ سخاوت وکرم کی سندوں کے سرچشمہ ہیں انبیاء کرام کے سلسلے کو انتہاء تک پہنچانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کا درود وسلام ہو ان پر اور دیگر انبیاء پر ایسا درود وسلام جو آسمان کے افق اور عالم کے کناروں کو بھر دے، اور حضور ﷺ کی آل واصحاب پر اور آپ کے عہد مبارک اور لشکر کے ہر فرد صالح پر درود وسلام ہو جو کہ حضور ﷺ کے علم کے راوی اور حضور ﷺ کی شریعت کے داعی اور سرکار کے ادب کے محافظ ونگہبان ہیں اور ہر اس شخص پر درود وسلام ہو جو کہ پانے والا اور حاصل کرنے والا ہے حضور ﷺ کے مسلسل ولگاتار متواتر فضل سے قوی حافظہ کے ذریعے محفوظ نظام کو کسی وہم وابہام کے بغیر اور کمینے دشمنوں سے ملے بغیر اس حال میں کہ اس نے کوئی اپنی تجرباتی بات اور من مانی سند بیان نہیں کی، اور اس کے کلام کی حقیقت اس کے مجاز پر غالب ہے۔ آمین۔

اللہ رب العزت جلّ شانہ وعمّ نوالہ نے اپنے حبیب پاک نبی کریم ﷺ کو ہادی اعظم مبلغ انسانیت اور بے شمار مناصب علیا سے نواز کر مبعوث فرمایا امت مسلمہ کو سرکار کی اتباع اور پیروی کا حکم صادر فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں صاف اور پوری وضاحت کے ساتھ اعلان اس انداز میں فرمایا ارشاد ربانی ہے: ”وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۘ“

اور رسول جو کچھ عطا کریں وہ لے لو جس سے منع فرمائیں اس سے باز آجاؤ، اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سرکار دوعالم ﷺ کو دین اسلام کے فروغ کے لیے جہاں کلام اللہ کے ذریعہ تبلیغ وہدایت کا فریضہ سونپا وہیں اس کی تشریح وتفسیر اور تبیین وتوضیح کے لیے اپنے افعال واقوال اور سیرت وکردار کے ذریعہ عام فرمانے کا اختیار فرمایا ہے۔

کلام اللہ میں نماز کا حکم اس طرح ہے: ''وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ'' اور نماز قائم کرو۔ سرکار نے اس کی تفسیر و توضیح اپنے افعال و اقوال سے اس طرح فرمائی کہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے فلاں وقت میں اتنی رکعات فلاں وقت میں اتنی شرائط نماز یہ ہیں اور ارکان نماز یہ ہیں اور فرائض یوں ہے ساتھ ہی سنن و مستحبات کی نشاندہی ان جملہ اشیا سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ وہ بھی تفصیلاً اگر آقا ﷺ کی ذات اقدس نماز کی ادائیگی کے لیے کامل نمونہ نہ ہوتی تو پھر ہمارے لیے نماز کا پڑھنا قرآن کے اس اجمالی حکم کے تحت ممکن ہی نہ تھا۔

نماز و روزہ، زکوٰۃ و حج و عمرہ ان سب کے لیے بھی حضور کی قولی یا عملی وضاحت ضروری تھی ورنہ ارکان اسلام پر عمل پیرا ہونا ناممکن تھا۔ ان ساری باتوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے شریعت اسلامیہ کی اساس و بنیاد میں قرآن حکیم کے علاوہ سنت نبویہ بھی لازم ہے۔ ہاں قرآن کو اولیت حاصل ہے مگر علوم قرآن بغیر سنت نبوی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس طرح قرآن مجید کی حفاظت کے لیے رات و دن ایک کر دیے اسی طرح حفاظت حدیث کے لیے بھی سعی بلیغ فرمائی۔ قرآن حکیم حضور اقدس ﷺ کے زمانہ مبارک میں نزول وحی کے مطابق فی الفور لکھا جاتا رہا۔ اگر چہ یکجا کرنے کا کام سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعدہٗ چند نسخوں کی شکل میں اشاعت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں عمل میں آئی۔

لیکن احادیث کریمہ کی جمع و تدوین میں یہ انہماک نہیں تھا۔ بعض صحابۂ کرام نے اپنی سنی ہوئی حدیث لکھ کر محفوظ کر لیا تھا اور بعض حضرات نے اپنے تلامذہ کو یہ ذمہ داری سونپ دی تھی، یقیناً قرآن عظیم ہمارے لیے ایک مکمل دستور حیات ہے۔ مگر اس کے فرامین اصول و ضوابط کے طور پر امت مسلمہ کو عطا ہوئے جن کا اعجاز اپنی غایت درجہ کو پہنچا ہے۔ اس کی توضیح و تفسیر تعلیمات رسول اکرم ﷺ سے سمجھا اور سمجھایا گیا۔ اور اسی افہام و تفہیم کا نام سنت رسول اور احادیث مصطفیٰ ہے۔

حاصل کلام زندگی کے ہر موڑ پر آپ کی سنت و سیرت انسانوں کے لیے آسانی کی

شاہراہیں قائم فرمائیں اور قدم قدم پر انسان کی رہنمائی کرتی نظر آتی ہے اور ہر قرن وصدی میں اسلام کی اس عظیم دولت سے لوگ سرفراز ہوتے رہے ہیں۔ رشد وہدایت کا چراغ ہر دور میں جلتا رہا ہے اور اسلام کے ماننے والے اس سے استفادہ اٹھاتے رہے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ.

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں جب تک ان دونوں پر عمل پیرا رہوگے ہرگز ہلاک نہیں ہوگے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔

ان ساری بحث ومباحثہ کے بعد آدمی کے لیے کہیں سے کوئی گنجائش نہیں ہے کہ انسان قرآن پر عمل کرے اور سنت کو چھوڑ دے۔ بلکہ سنت پر عمل کرکے دین اسلام کے بہت سارے چشم وچراغ مراتب ومنازل کے ایسے مقام پر پہنچے جن کا احاطہ کرنا آسان نہیں ہے۔

کلام اللہ تک بغیر کسی شک وشبہہ تواتر کے ساتھ نقل ہوکر پہنچا اسی طرح معانی ومراد کلام اللہ کی وضاحت کے لیے ضروری تھی۔

چناں چہ سرکار نے ان تمام امور کو جن کی امت کو ضرورت تھی مختلف مواقع پر اپنے اقوال، افعال اور تقریرات سے واضح کردیا۔ اسی طرح سرکار مہمل کی تفسیر فرماتے اور عام کو خاص اور مطلق کو مقید فرماتے جس کی ان گنت مثالیں آج بھی کتابوں میں موجود ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں ہے: ''وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا''۔

اور جو مرد یا عورت چور ہوں تو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کیے کا بدلہ۔

آیت مذکور میں لفظ ''سارق'' اور ''ید'' دونوں مطلق وارد ہوئے ہیں ان دونوں کی وضاحت کے لیے احادیث نبویہ کے بغیر افراط وتفریط میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا حدیث نے اس کی وضاحت اس انداز میں کردی ہے: ''لا تقطع الید الا فی ثمن المحن وثمنہ یومئذ دینار''.

یعنی چور کا ہاتھ ایک ڈھال کی قیمت میں ہی کاٹا جاتا تھا اور ڈھال کی قیمت زمانہ اقدس میں ایک دینار تھی۔

اور دوسری روایت میں ہے: "کان ثمن المحِن علیٰ عہد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم یقوم عشرۃ دراھم".

ڈھال کی قیمت سرکار کے زمانہ میں دس درہم تھی۔

اسی طرح مقدار ید کی تشریح میں حضور اکرم ﷺ کے عہد پاک میں پہونچے سے ہاتھ کاٹا جاتا تھا۔

اگر اس طرح کی تشریح نہ ہوتی تو یہ فیصلہ نہ ہو پاتا کتنی رقم کی چیز پر اور ہاتھ کہاں سے کاٹا جاتا۔

جیسے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ''وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؕ''.

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو۔ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے۔

اس آیت کریمہ کے ظاہری مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں نماز قصر کرنے کا حکم خوف کے ساتھ مشروط ہے حالانکہ خوف کفار قصر کے لیے شرط نہیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے۔ حضرت یعلیٰ بن امیہ فرماتے ہیں: قلت لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم وقد امن للناس فقال عجبت مما عجبت منہ حتی سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ذالک فقال صدقہ تصدق اللہ بھا علیکم فاقبلوا صدقتہ".

میں نے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا ہم تو امن میں ہیں پھر ہم کیوں قصر کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے سید عالم

ﷺ سے دریافت کیا سرکار نے فرمایا تمھارے لیے یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے صدقہ قبول کرلو۔

ارشاد ربانی ہے:

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الۡاَمۡنُ وَ هُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿۸۲﴾

وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں کے لیے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں۔

اس آیت کے نزول پر صحابہ کرام کو یہ اشکال ہوا کہ ظلم سے مراد ہر قسم کا ظلم ہے ایسی حالت میں امت مسلمہ حرج و دشواری میں مبتلا ہو جائے گی۔

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا گیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے اس کی وضاحت اور تعیین مراد الٰہی یوں فرمائی کہ یہاں ظلم سے شرک مراد ہے۔اللہ تعالیٰ تمھارے اسی اشکال کے جواب میں ارشاد فرماتا ہے: ''اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۳﴾'' بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''حُرِّمَتۡ عَلَیۡكُمُ الۡمَیۡتَةُ وَالدَّمُ ''،تم پر حرام مردار اور خون۔

لیکن حدیث شریف میں دو مردار اور دو خون حلال قرار دیا گیا یعنی مچھلی اور ٹڈی خواہ وہ مردہ ہو کھانا جائز ہے۔اسی طرح جگر اور تلی یہ بھی حلال ہے۔حالاں کہ یہ بستہ خون ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَةَ اللّٰهِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ''۔

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق۔

اس آیت سے بظاہر یہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ ہر طرح کی زینت ہر شخص کے لیے

جائز و مباح ہے۔

لیکن نبی اکرم ﷺ اس کی تخصیص یوں فرمائی ریشم و سونا عورتوں کے لیے جائز اور مردوں کے لیے ناجائز۔

قرآن مجید میں مزید اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ'' اور دو بہنوں سے اکٹھا نکاح کرنا حرام ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے واضح فرما دیا کہ پھوپھی، بھتیجی، خالہ اور بھانجی بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔

یہاں تک کہ وضو اور غسل کی تفصیل ہو یا نماز و روزہ کے مسائل، حج و زکوٰۃ کے احکام ہوں یا نکاح و وراثت کے قوانین سب کے تفصیلی مباحث میں سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی نمایاں نظر آئیں گی۔

آپ عربی زبان کو لے لیں اسلام سے پہلے اس زبان کی کیا حیثیت تھی عربی زبان کی اہمیت نزول قرآن کے بعد ہوئی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کا نزول عربی میں اس لیے کیا کہ میرے رسول کی زبان عربی تھی ورنہ نزول قرآن سے قبل عربوں کے پاس نہ کوئی قواعد تھے اور نہ ہی کوئی اصول۔

برصغیر خاص طور پر ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک رسم رائج ہے جو کوئی تھوڑا بہت اسلام کی جانکاری حاصل کر لیا وہ اپنے آپ کو مفتی کہلانے لگتا ہے حالانکہ اسلامی معلومات میں کہیں سے بھی گہرائی پیرائی نہیں ہوتی مثلاً مسلمانوں میں یہ بات عام ہے کہ انبیا اور فرشتے کے لیے نام کے آگے علیہ السلام کا استعمال اور صحابہ کرام رضوان اللہ کے اسماء کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا استعمال ہوتا ہے اور اولیاء اللہ کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استعمال ہوتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ۔''

سبقت لینے والے اولیت حاصل کرنے والے مہاجرین اور انصار اور جو ان کی اتباع

کرنے والے اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ادلّہ شرعیہ میں قرآن کو سب پر سبقت وفوقیت حاصل ہے جبکہ قرآن صاف لفظوں میں رہنمائی کررہا ہے صحابہ کرام میں مہاجرین اور انصار اور ان کی اتباع کرنے والے کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا درست ہے پھر یہ کہنا کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کے لیے خاص ہے اور اس بات کو عوام الناس میں پھیلا دینا کتنا شدید جرم ہے۔یہاں اس بات کی وضاحت لازمی ہے کہ المھاجر ین و الانصار کا الف لام استغراقی ہے جو تمام افراد کو گھیرتا ہے۔و الذین اسم موصول ہے اور جمع کا صیغہ ہے قرآن مجید کے حکم کے مطابق جو بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا متبع ہو اسے ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں۔

دوسری مثال جو عوام الناس میں رائج کردیا گیا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کی جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استعمال کردیتے ہیں یہ بالکل غلط عین قرآن کے حکم کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ''لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا'' اور رسول کو مت پکارو اس طرح جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

آپ،تم۔آپ میں ہم ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ نہیں جیسے آپ یہاں بیٹھ جائیں آپ وہاں چلے جائیں وغیرہ وغیرہ۔جس لفظ کا استعمال ہم اپنی انسانی زندگی میں ایک دوسرے کے لیے استعمال کرتے ہیں اسے ہم کسی رسول کے لیے نہیں کرسکتے پھر دونوں عالم کے سردار آفتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کیوں کر جائز ہو۔

حدیث قرآن مجید کے بعد دین کا سب سے اہم ستون ہے۔جس پر پورے دین کی اساس وبنیاد ہے۔جسے چھوڑ کر کوئی بھی فرد مذہب اسلام پر قائم ودائم نہیں رہ سکتا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمودات کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سیدالمرسلین.

محمد ابوبکر رضوی
9709141990

تدوین اصول احادیث میں اہم رول ادا کرنے والے حضرات اور ان کی کتب

		وفیات
الرسالہ	امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۲۰۴ھ
مقدمہ مسلم شریف کے اوائل میں	امام مسلم بن حجاج	۲۶۱ھ
جامع ترمذی کے اواخر میں	محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ
معرفۃ علوم حدیث	امام حاکم	۴۰۵ھ
مقدمہ ابن صلاح	حافظ ابو عمر عثمان ابن صلاح	۶۴۳ھ
نخبۃ الفکر	امام ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
تدریب الراوی	امام جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ
توضیح الافکار	امام صنعائی	۱۱۸۲ھ

اصول حدیث کی تعریف: ”علم باصول وقواعد یعرف بها احوال السند والمتن من حیث القبول والرد“.
ایسا اصول وقواعد کا علم جس کے ذریعہ سند اور متن کے احوال کو قبول اور رد ہونے کے اعتبار سے جانا جائے۔

موضوع: سند اور متن مقبول اور مردود ہونے کے اعتبار سے۔

غرض وغایت: صحیح احادیث کو ضعیف احادیث سے جدا کرنا۔

حدیث:”ما اضیف الی النبی صلّی اللہ علیہ وسلم من قول او فعل او وصف خلقی او خلقی او تقریر“.
رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال، احوال اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

اثر: صحابہ کا قول، فعل اور تقریر کو اثر کہتے ہیں۔

قول: سرکار دوعالم ﷺ کے ارشاد وفرمود جیسے ”انما الاعمال بالنیات“(بخاری شریف) اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

فعل: وہ کام جو سرکار دوعالم ﷺ کے ارادہ واختیار سے صدور میں آیا ہو۔
جیسے:”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا لبس قمیصاً بدا بمیامنه“.(ترمذی شریف)

حال: سرکار دوعالم ﷺ کا قدرتی وصف جیسے روئے انور اور زلف مبارک۔

تقریر: سرکار دوعالم ﷺ کے سامنے کوئی کام ہوا ہو اور سرکار نے منع نہ فرمایا ہو۔
جیسے:”فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یقل شیئاً“.
(ابوداؤد شریف)
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک موقع پر ٹھنڈ موسم کی وجہ سے غسل جنابت کی

جگہ تیمم پر اکتفا کیا آپ کو خبر دی گئی سرکار نے مسکرایا اور کچھ نہ فرمایا۔

اگر صحابی نقل کریں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے تو بھی تقریر ہوگی۔

جیسے:" انما کان الاذان علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّتَین". سرکار کے زمانہ میں کلمات اذان دوہرے ہوا کرتے تھے۔

حدیث قدسی: جو کلام اللہ تعالیٰ کا ہو اور راوی سرکار دوعالم ﷺ ہوں، جیسے: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"یا عبادی انی حرمت الظلم علیٰ نفسی وجعلته بینکم محرماً فلا تظالموا". (مسلم شریف) ۱۰۰ سے زائد احادیث قدسیہ ہیں۔

اے میرے بندوں میں نے اپنے آپ پر ظلم کو حرام کیا اور تمھارے درمیان اس کو حرام قرار دیتا ہوں پس تم ظلم نہ کرو۔

حدیث قدسی کو روایت کرنے کے دو صیغے آتے ہیں:

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یرویہ عن ربہٖ.

(۲) قال اللہ تعالیٰ فیما رواہ عن رسولہٖ صلی اللہ علیہ وسلم.

چند فروق قرآن اور حدیث قدسی میں

قرآن کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے ہیں اور حدیث کے الفاظ سرکار دوعالم ﷺ کے قرآن کا ہر لفظ تواتر سے ثابت ہے اور حدیث قدسی کا تواتر سے ہونا ضروری نہیں۔

قرآن کی تلاوت عبادت میں شامل ہے اور حدیث قدسی کی تلاوت عبادت میں شامل نہیں قرآن کے الفاظ معجزہ ہیں حدیث قدسی کے الفاظ معجزہ نہیں۔

صحابی: النظر الی وجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالایمان وفات بالایمان فھو صحابیؓ.

جس نے رسول اللہ ﷺ کو ایمان کی حالت میں دیکھا اور ایمان کی حالت میں

انتقال کیا وہ صحابی ہیں۔

تابعی: ایسے حضرات کو کہتے ہیں جس نے بہ حالت ایمان ایک یا ایک سے زائد صحابہ کو دیکھا ہو۔ اس طرح سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تابعی ہیں انہوں نے صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے۔

حضرت حسن بصری، سعید بن مسیب، مسروق، ابو عثمان مہندی، قیس بن ابی حازم، اویس قرنی، جیّد تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں۔

تابعین مدینہ کے فقہا: عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، سعید بن مسیّب، قاسم بن محمد بن ابو بکر، عروہ بن زبیر، سلیمان بن یسار، خارجہ بن زید بن ثابت، سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

مخضرم: ایسے تابعی کو کہتے ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہو مگر شرف ملاقات سے محروم رہے ہوں، جیسے: شریح بن حانی، احنف بن قیس، اسود بن یزید نخعی وغیرہ۔

انتہاء سند کے اعتبار سے حدیث کے اقسام

(۱) **مرفوع:** جس کی سند سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچے۔

(۲) **موقوف:** جس کی سند صحابی تک پہنچے۔

(۳) **مقطوع:** جس کی سند تابعی تک پہنچے۔

مسند: وہ کتاب جو باعتبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم علٰحیدہ علٰحیدہ جمع کی گئی ہو۔ جیسے: مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمر جو امام محمد بن ابراہیم طرسوسی کی تصنیف ہے۔

جامع: ایسی کتاب جس میں مندرجہ ذیل آٹھ مضامین کی حدیثیں شامل کی گئی ہوں:

(۱) عقائد (۲) احکام (۳) تفسیر (۴) سیر و مغازی (۵) آداب (۶) مناقب (۷) فتن (۸) علامات قیامت جیسے جامع ترمذی۔

سنن: ایسی کتاب جس میں فقہ کے لحاظ سے ترتیب دی گئی جس میں عام طور پر مرفوع احادیث ہی مذکور ہوتی ہیں۔

جیسے: سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی وغیرہ۔

معجم: ایسی کتاب جس میں راویوں کی روایت بلحاظ حروف تہجی جمع کیا گیا ہو۔ جیسے: المعجم الکبیر۔

جزء: ایک مخصوص موضوع پر کسی ایک راوی کی جملہ روایات جمع کیا گیا ہو، جیسے: امام بخاری کی جزرفع الیدین فی الصلوٰۃ۔

فرد: ایسی کتاب جس میں صرف ایک شیخ کی مرویات جمع کیا گیا ہو، جیسے: کتاب الافراد لدارقطنی۔

مستدرک: ایسی کتاب جس میں کسی خاص کتاب کے مصنف کی رعایت اور مشروط کے مطابق رہ جانے والی احادیث جمع کی گئی ہو، جیسے: ابوعبداللہ حاکم کی المستدرک۔

کتاب العلل: ایسی کتاب جس میں احادیث معلولہ کو جمع کرکے اس کے علل کو بیان کیا جائے، جیسے: کتاب العلل الامام مسلم کتاب العلل الامام ترمذی۔

صحاح ستہ چھ ہیں: بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، سنن ابوداؤد، سنن نسائی اور ابن ماجہ۔ جس کا مخفف انت بام۔

بعض حضرات کے نزدیک ابن ماجہ کی جگہ مؤطا امام مالک کا شمار صحاح ستہ میں زیادہ انسب ہے۔

جملہ احادیث ہم تک صحابہ کرام کے توسط سے پہنچی ہے روایت حدیث کے اعتبار سے صحابہ کرام کے تین طبقات ہیں۔

(۱) **مکثرین:** وہ خوش نصیب صحابہ کرام جن سے ہزار سے زائد روایتیں منقول ہیں اور وہ سات ہیں ان کے مرویات مندرجہ ذیل ہیں۔

	مرویات
سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۳۷۴
سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۶۳۰
سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۲۸۶

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	۲۲۱۰
سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۶۶۰
سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵۴۰
سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱۷۰

(۲) **مقسطین:** ایسے صحابہ کرام جن کے مرویات ایک ہزار سے کم اور سو سے زائد ہیں ایسے صحابہ کرام کی تعداد بہت ہیں چند اہم کے اسما یہ ہیں:

	مرویات
سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۴۸
سیدنا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷۰۰
سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۳۷
سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم	۵۳۶
سیدتنا ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	۳۷۶

(۳) **مقلین:** ایسے صحابہ کرام جن کے مرویات سو سے کم ہیں، جیسے: سیدنا حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے مرویات پنچانوے ہیں۔

عبادلہ اربعہ: (۱) حضرت عبداللہ ابن عمر (۲) حضرت عبداللہ ابن عباس (۳) حضرت عبداللہ ابن زبیر (۴) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اقسام حدیث باعتبار تعداد راوی

متواتر **احاد**

متواتر: ایسی حدیث جس کو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک اتنی بڑی تعداد روایت کرتی آئی ہو عادتاً ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

متواتر کی دو قسمیں ہیں

متواتر لفظی: ایسی حدیث جس کے الفاظ محفوظ و مامون ہو کر تواتر کے ساتھ نقل

کئے گئے ہوں، جیسے: "من کذب علی متعمداً فلیتبوا ء مقعده من النار".

جس نے دانستہ طور پر میری طرف جھوٹ کو منسوب کرے وہ جہنم کی آگ کو اپنا ٹھکانہ بنالے۔

اس حدیث کو تہتر صحابہ کرام نے روایت کی ہے۔

متواتر معنوی: ایسی حدیث جس کے معانی میں تواتر پایا جاتا ہو مگر لفظ میں نہیں، جیسے: مسح علی الخفین کی روایت متواتر کے شروط۔

(۱) اس کو رواۃ کی بھاری تعداد روایت کرے۔

(۲) یہ کثیر تعداد سند کے تمام طبقوں میں پائی جاتی ہو۔

(۳) عادتاً ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

(۴) ان کی خبر کا اعتماد حس پر ہو، جیسے: وہ کہیں ہم نے سنا، ہم نے دیکھا۔

احاد: ایسی خبر جو متواتر کے شروط سے خالی ہو۔

احاد کی تین قسمیں ہیں

(۱) **مشہور:** ایسی خبر جس کے ہر طبقہ میں تین یا اس سے زائد راوی ہوں جو تواتر کی حد کو نہ پہونچے، جیسے: من اتی الجمعة فلیغتسل. (ترمذی شریف)

(۲) **عزیز:** ایسی خبر جس کو روایت کرنے والے راوی کم از کم دو ہوں، جیسے: لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیه من ولده ووالده اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام بخاری نے سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(۳) **غریب:** ایسی خبر جس کو روایت کرنے والا ایک راوی ہو، جیسے: انما الاعمال بالنیات. (بخاری شریف)

غریب کی دو قسمیں ہیں

غریب المطلق: ایسی خبر جس میں غرابت اور تفرد اصل سند میں واقع ہو، اصل

سند سے مراد تابعی صحابی سے روایت کرنے میں متفرد ہوں اور اس کی متابعت نہ کی گئی ہو۔ جیسے: نهیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیع الولاء وهبته. (مؤطا امام مالک)

سرکار دوعالم ﷺ نے ولا کو فروخت اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ولا ایسا رشتہ وراثت جو آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والے کے مابین کے قائم ہوتا ہے۔ اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن دینار سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم رضی اللہ عنہ سے اخذ کرنے میں متفرد ہیں۔

غریب النسبی: ایسی خبر جس میں غرابت اور تفرد درمیان سند میں واقع ہو کوئی روایت کرنے میں تبع تابعین یا اس سے نیچے کسی طبقے کا راوی متفرد ہو، جیسے: أنّ النبیّ صلی الله علیه وسلم دخل مکة وعلیٰ رأسه المغفرة" اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا۔

مقبول اور مردود کے لحاظ سے اخبار احاد کی قسمیں

مقبول: ایسی حدیث جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف درست ہونا راجح ہو اور اس کی چار قسمیں ہیں:

(۱) صحیح لذاتہ (۲) حسن لذاتہ (۳) صحیح لغیرہ (۴) حسن لغیرہ۔

(۱) **صحیح لذاتہ:** ایسی حدیث جو پانچ شروط کو پورا کرے۔

شرائط مندرجہ ذیل ہیں

(۱) تمام راوی عادل ہوں (۲) تمام راوی ضابط ہوں (۳) سند متّصل ہوں (۴) علت نہ ہوں (۵) شاذ نہ ہوں۔

عادل: فسق وفجور سے محفوظ ہوں، گناہوں اور دنایت کی باتوں سے بچتا ہو۔

ضابط: جو سنی ہوئی باتوں میں آمیزش وملاوٹ سے محفوظ رکھتا ہو۔

سند کا متصل ہونا: راویوں نے اس طرح نقل کیا ہو سند میں کہیں بھی انقطاع نہ ہو۔

علت: سند میں پائی جانے والی ایسی خفیہ کمی جسے اہل علم سمجھ سکے، جیسے: سفیان ثوری، عمرو بن دینار، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

"عن النبی صلی الله علیه و سلم البیعان بالخیار مالم تفرقا".

(بخاری شریف)

اس سند میں تمام راوی ثقہ ہیں البتہ سفیان کو وہم ہوا، اصل میں اس کے راوی عمرو کے بھائی عبداللہ بن دینار ہیں اور سفیان نے عبداللہ بن دینار کی جگہ عمرو بن دینار کہہ دیا۔

شذوذ: راوی سند یا مضمون حدیث میں ثقات یا اوثق کی مخالفت کی ہو۔

(۲) **حسن لذاتہ:** پانچوں شروط کو یہ بھی پورا کرتی ہے لیکن نمبر ۲/ کی شرط یعنی ضبط نسبتاً کمزور ہوتی ہے، جیسے: لو لا ان اشق علیٰ امتی باالسواك عند كل صلوٰة.

نوٹ: صحیح لذاتہ اور حسن لذاتہ میں فرق یہ ہے کہ صحیح لذاتہ کے راوی کا حافظہ مضبوط درجہ کا ہوتا ہے۔ اور حسن لذاتہ کا حافظہ کمزور ہوتا ہے عمرو بن شعیب کی حدیثیں حسن لذاتہ ہے۔

(۳) **صحیح لغیرہ:** حسن لذاتہ کے طرق زیادہ ہو تو صحیح لغیرہ کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ جیسے: "لو لا ان اشق علیٰ امتی لامراتهٖ باالسواك عند كل صلوٰة".

(بخاری شریف/مسلم شریف)

(۴) **حسن لغیرہ:** ایسی حدیث جس کی سند میں کوئی راوی عدل اور ضبط دونوں اعتبار سے ضعیف ہو مگر کثرت طرق کی وجہ سے اس کی تلافی ہو جائے۔

جیسے: هشیم عن یزید عن عبدالرحمٰن عن البراء عن النبی صلی الله علیه و سلم انهه، قال ان حقا علی المسلمین ان یغتسلوا یوم الجمعة".

(بخاری شریف)

اس سند میں ہشیم ضعیف ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مدلّس ہیں اور انہوں نے یزید سے نقل کی ہے وہیں ابویحیٰ نے بھی عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے۔ اس لیے اس کے طرق

ایک سے زیادہ ہو گئے فلہٰذا یہ حسن کے درجہ کو پہنچ گئی۔

متابعت: جب ایک راوی سے کوئی حدیث مروی ہو اور دوسرے راوی سے اس حدیث کو موافقت ملی ہو اس عمل کو متابعت کہتے ہیں۔ متابعت کی وجہ سے اول درجہ کے راوی کو تقویت و توثیق فراہم ہو جاتی ہے۔ دوسری حدیث کو متابع اور پہلی روایت کو متابَع کہتے ہیں۔

متابعت کی دو قسمیں ہیں

متابعت تامہ: سند میں صحابی ایک ہو جائیں اور الفاظ بھی ایک جیسے ہوں۔

جیسے: عبدالله بن مسلمة عن امام مالك عن عبدالله بن دينار عن عبدالله بن عمر رضى الله عنه عن الرسول الله صلى الله عليه وسلم الشهر تسع وعشرون فلا تصوموا حتىٰ تروالهلال ولا تفطرواحتىٰ تروه فانّ غمّ عليكم فاكملوا العدّة ثلاثين. (بخاری شریف)

سیدنا امام شافعی نے اپنی کتاب کتاب الام میں امام مالک سے روایت کی انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر سے بعینہٖ یہی الفاظ یہ متابعت تامہ کہلاتی ہے۔

متابعت قاصرہ: سند میں صحابی ایک ہوں اور الفاظ دیگر معنٰی و مراد ایک ہوں۔

جیسے: عاصم بن محمد بن زيد عن عبدالله بن عمر فكمّلوا ثلٰثين.

شاہد: اصل اور متابَع دو صحابیوں سے مروی ہوں صرف معنٰی میں متابعت رکھتی ہو شاہد کہلاتا ہے۔

جیسے: محمد بن حنين عن عبدالله بن عباس فاكملوا العدّة.

اعتبار: ایسی غریب خبر کی سند کی جستجو کرنا تاکہ معلوم کیا جا سکے اس کا کوئی متابع یا شاہد ہے کہ نہیں۔

سند عالی: جس کی سند میں راویوں کی تعداد کم ہوں۔

سند نازل: جس کی سند میں راویوں کی تعداد زیادہ ہوں۔
سند: طریق حدیث کو کہتے ہیں وہ راوی یا رواۃ جنہوں نے حدیث روایت کی ہو۔
سند کے اتصال وانقطاع کے اعتبار سے حدیث کی دوقسمیں ہیں۔
(۱) **متّصل:** ایسی حدیث جس کی سند میں کوئی راوی چھوٹا نہ ہو۔
(۲) **منقطع:** ایسی حدیث جس کی سند میں کسی جگہ ایک یا ایک سے زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں۔

منقطع کی چھ اقسام ہیں (السقوط من الراوی)

(۱) **معلق:** ابتدا سند سے ایک یا ایک سے زیادہ راوی ساقط ہوجائے اس حدیث کو معلق، اس عمل کو تعلیق کہتے ہیں۔

وقال ابوموسیٰ رختُ النبی صلی الله علیه وسلم رُکبتیه فینا دخل عثمان رضی الله عنه.

امام بخاری نے تعلیقات بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا مگر اپنے اوپر کے راوی ابوموسیٰ اشعری تک کے راوی کو ساقط کردیا۔
مرسل: تابعی سند میں صحابی کو ساقط کردے، اس عمل کو ارسال کہتے ہیں۔

جیسے: عن ابن شهاب زهری عن سعید ابن مسیّب عن الرسول الله صلی الله علیه وسلم نهیٰ عن المزابنا.

معضل: اگر درمیان سند میں لگاتار دو راوی ساقط ہوجائے، جیسے: للمملوك طعامهٖ وکسوته بالمعروف. (مؤطا امام مالك)

امام مالک نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب کہ امام مالک نے سند سے محمد بن عجلان اور عجلان کو ساقط کردیا ہے۔
منقطع: شروع سند درمیان سند یا اخیر سند سے ایک یا ایک سے زائد راوی ساقط

ہو جائیں اس حدیث کو منقطع کہتے ہیں اور اس عمل کو انقطاع کہتے ہیں۔

جیسے: عبدالرزاق عن ابو سفیان ثوری عن ابو اسحاق عن زید عن حذیفه رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم ان ولیتموها ابابکر فقویّ امین.

عبدالرزاق کا سماع سفیان سے ثابت نہیں بلکہ نعمان بن ابی شیبہ کے توسط سے ہے اس طرح عبدالرزاق سفیان کے مابین انقطاع ہے۔ اسی طرح سفیان ثوری کا سماع ابو اسحاق سے نہیں بلکہ سفیان نے شریک سے سنی فلہٰذا سفیان اور اسحاق کے مابین انقطاع ہوا۔

مدلس: راوی کا نام اس طرح حذف کیا جانا کہ سامع کو اندازہ نہ ہو پائے۔ اس کی تین قسمیں ہیں اور اس عمل کو تدلیس کہتے ہیں۔

(۱) **تدلیس اسناد:** راوی کا اپنے شیخ کا نام ساقط کر کے شیخ شیخ سے نقل کرے اور جس شخص سے روایت کر رہا ہو وہ اس کا معاصر تو ہو مگر دونوں کے درمیان ملاقات نہ ہوئی ہو۔

جیسے: عن فلانٍ قال فلانٍ.

امام حاکم نے کہا:

علی بن خشرم عن ابن عیینة عن زهری عن عبدالرزاق عن عامر.

اس سند میں مرکزی راوی ابن عیینہ ہیں، ابن عیینہ عامر کا شاگرد ہیں۔

(۲) **تدلیس تسویہ:** سند میں دو ثقہ راوی کے مابین ضعیف راوی کو غائب کر دینا۔

جیسے: ابن حاتم عن ابو حاتم عن اسحاق بن رهوے عن بقیه عن ابو وهب اسعدی عن نافع عن عبدالله بن عمر رضی الله عنه.

اس سند میں بقیہ نے اسحاق بن ابی فربہ جو غریب وضعیف راوی تھا ساقط کر دیا جب کہ بقیہ ابو وہب اسعدی کا شاگرد بھی ہے۔

(۳) **تدلیس شیوخ:** راوی کا اپنے استاذ کا ایسا نام لینا جس سے وہ مشہور نہ ہو بسا اوقات کنیت بعض دفعہ نام کی جگہ لقب کا استعمال کر دینا وغیرہ وغیرہ۔

جیسے: ابو بکر بن مجاهد عن ابن ابی داؤد عن ابو داؤد عبدالله ابن

عبدالله.

مرسل خفی: دوراویوں کاایک زمانہ ہو،لیکن ان دونوں کی آپس میں ملاقات نہ ہو۔

جیسے:عن عمر عبدالعزیز عن عقبة عن عامر رضی الله عنه رحم الله حارس الحرس.(ابن ماجه)

سیدنا عمر بن عبدالعزیز اور عقبٰی بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاصر ہیں مگر دونوں حضرات میں ملاقات نہ ہوئی۔

(الطعن فی الراوی)

راوی میں طعن کے اسباب

راوی میں طعن کے اسباب دس ہیں پانچ کا تعلق راوی کے عدالت سے ہیں اور پانچ کا تعلق راوی کے ضبط سے ہیں۔

عدالت کے اعتبار سے راوی میں طعن

(۱)**کذب:** نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا۔

(۲)**تہمت کذب:** عام لوگوں کے ساتھ گفتگو میں جھوٹ بولنا۔

(۳)**فسق:** گناہ کبائر کا ارتکاب اور گناہ صغائر کے اسرار سے آدمی فاسق ہوجاتا ہے۔

(۴)**بدعت:** دین میں نئی باتوں کا اضافہ کرنا جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہو۔

(۵)**جہالت:** راوی کا مجہول ہونا۔

اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱)**مجہول العین:** جس سے صرف ایک راوی نے روایت کیا ہو۔

(۲)**مجہول الحال:** جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ ثقہ ہے یا غیر ثقہ ہے۔

ضبط کے اعتبار سے راوی میں طعن

(۱)**فحش الغلط:** راوی کو اپنے مرویات سے ایسی غفلت ہو کہ وہ بآسانی دوسرے

کے تلقین قبول کرے۔ جیسے: بشر بن عمارہ۔

(۲) **کثرت غفلت:** راوی روایت کرنے میں بہ کثرت غلطی اور روایت کو سننے اور نقل کرنے میں غفلت پر عادت بنالیں، غفلت کا پایہ جانا سوئے ضبط کی علامت ہے۔

(۳) **مخالفت ثقات:** اسناد یا متن میں ثقہ راویوں کی مخالفت مخالفت ثقات کہلاتی ہے۔ مخالفت ثقات سے حدیث شاذ ہوجاتی ہے۔

(۴) **وہم:** راوی روایت کی سند یا متن میں وہم کا شکار ہوجائے جس خبر میں وہم کا وقوع ہوجائے اسے المعل یا المعلل کہتے ہیں۔

علوم حدیث میں یہ ایک باریکی ہے جس کا ادراک وہی شخص کرسکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نتیجہ تک پہنچنے والا تابناک روشن دماغ عنایت فرمایا ہو وہ رواۃ کے مراتب اور احادیث کے متون پر وسیع علم رکھتا ہو سند میں وہم کی مثال صحیح بخاری کے راوی یعلیٰ بن عبید طنافس انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ البیعان بالخیار راوی کو وہم ہوگیا انہوں نے عبداللہ بن دینار کی جگہ عمر بن دینار کا تذکرہ کردیا۔

بائع اور مشتری کو بیع واپس کرنے کا اختیار ہوتا ہے جب تک دونوں جدا نہ ہوجائے۔

متن میں وہم کی مثال: ابن ابی مریم عن امام مالك عن امام زھری عن انس رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم.

"لا تباغضوا و لا تحاسدوا و لا تدابروا و لا تنافسوا" ایک دوسرے سے بے رخی اختیار نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے کے پیٹھ پیچھے غیبت نہ کرو دراصل و لا تنافسوا کے الفاظ اس حدیث کے نہیں ہیں ابن ابی مریم کو وہم ہوا یہ الفاظ متن میں جوڑ دئے۔

زیادت ثقہ: بعض اوقات ایک روایت دو ثقہ راویوں سے منقول ہوتی ہے ایک روایت میں ایسا اضافہ ہوتا ہے کہ دوسری روایت میں نہیں ہوتا اضافہ خاص کو زیادت ثقہ

کہتے ہیں زیادت ثقہ سند میں بھی ہوتی ہے اور متن میں بھی۔

سند میں وہم کی مثال: الارض کلها مسجد الا المقبرة والحمام حماد بن سلمة عن عمرو بن یحیٰ عن ابیه عن ابی سعید خدری عن النبی صلی الله علیه وسلم. (ترمذی)

سفیان ثوری عن عمرو بن یحیٰ عن ابیہ عن النبی ﷺ حماد اور سفیان دونوں ثقہ ہیں سفیان بمقابلہ حماد کے اوثق ہیں۔

سند اول متّصل ہے سند دوم مرسل۔

متن میں: جیسے کتے کے جھوٹے برتن کو دھونے والی روایت میں علی بن مسہر عن الاعمش عن ابی صالح اور ابورزین سے اور ان دونوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا تو مذکورہ متن کے اخیر میں فلیرقه کی زیادتی کی جب کہ اعمش کے دوسرے تلامذہ نے یہ اضافی شکل نہیں دی ہے۔

سوئے حفظ: راوی کا حافظہ اس قدر کمزور ہو کہ راوی کی خطا حفظ وضبط پر غالب آجائے۔

اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) خلقی طور پر حافظہ کمزور ہو۔

(۲) بیماری، کبر سنی، بصارت کے ضائع ہوجانے، یادداشت ضائع ہوجانے کی وجہ سے یاد کی ہوئی مواد یاد نہ رہے اس قسم کے راوی کو مختلط کہا جاتا ہے۔

جیسے: قاضی ابن لہیعہ ان کا خود کا مکان اور کتابیں جل گئی تھی بعدہٗ نقل روایت میں اغلاط کثرت سے کرنے لگے۔ ان کے علاوہ عطاء بن سائبہ، ابن عودبہ، ابواسحاق مختلط راویوں میں شمار ہوتے ہیں۔

معروف اور منکر

(۱)ثقہ راوی کسی بات کو بیان کرے اسے معروف کہتے ہیں۔
(۲)ضعیف راوی کسی بات کو بیان کرے اسے منکر کہتے ہیں۔

اختلاف حدیث

(۱) **محکم:** جس حدیث میں اختلاف نہ ہو، منافی نہ ہو، معارض نہ ہو اسے محکم کہتے ہیں۔ حاصل کلام جو اپنی جیسی حدیث کی مخالفت سے سالم ہو۔
(۲) **مختلف الحدیث:** ایسی حدیث جو آپس میں تکرار ہی ہو اس میں تعارض ہوں۔
اگر حدیث کا آپس میں تعارض ہوں مندرجہ ذیل صورتیں اپنائیے۔
جیسے: فرّ من المجزوم فرارك من الاسد.
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)
جیسے: لا یورد ممرّضٌ علیٰ مصحّ. (امام مالك)
لاعدوی ولا طیرة. (صحیح مسلم)
ایسی حدیث میں چار صورتیں پر عمل کریں گے، جو مندرجہ ذیل ہیں:
(۱)جمع کریں گے یعنی تطبیق دیں گے۔
(۲)نسخ کی طرف جائیں گے۔
(۳)ترجیح کی طرف جائیں گے۔
(۴)موقوف کریں گے۔
(۱) جب دو مقبول احادیث باہم مختلف اور متضاد معنیٰ کے حامل ہوں اور بغیر تکلف کے دونوں کی جمع و تطبیق ممکن نہ ہو تو مندرجہ ذیل طریقہ کو اپنایا جائے گا۔
(۲)جمع اور تطبیق درمیان حدیث ناممکن ہو تو دونوں احادیث کے ظہور کی طرف رجوع کیا جائے گا اگر تاریخ کا پتہ چل جائے تو متقدم حدیث منسوخ کہلائے گی اور متأخر حدیث ناسخ ہوگی اور عمل بھی متأخر پر کیا جائے گا۔

(۳) اگر تاریخ کا علم ممکنات میں سے نہ ہو سند اور متن سے متعلقہ ترجیح کی وجوہات میں سے کوئی وجہ دریافت کر کے اپنایا جائے گا۔

(۴) تینوں صورتوں میں سے اگر کوئی صورت نظر نہ آئے تو موقوف کیا جائے گا۔

نوٹ: ترجیحات کی درجہ بندی۔

(۱) قول رسول (۲) قول صحابی (۳) تاریخ سے (۴) اجماع سے۔

نسخ: کسی متأخر شرعی دلیل کی بنا پر متقدم شرعی حکم کا اٹھ جانا نسخ کہلاتا ہے۔

(۱) **قول رسول کی مثال:** سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها. (صحيح مسلم)

پہلے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو۔

(۲) **قول صحابی کی مثال:** سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: كان آخر الامرين عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ترك الوضوء مما مسّت النّار.

(جامع ترمذی)

آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہ کرنا سرکار دوعالم ﷺ کا آخری عمل تھا یاد رہے کہ اسلام کی شروعاتی دور میں آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے کو نواقض وضو میں شمار کیا جاتا تھا۔

(۳) **تاریخ سے:** تاریخ کے ذریعہ کسی روایت کے متقدم ہونے اور وہیں دوسری کو متأخر ہونے کی مثال شداد ابن اوس سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے رمضان میں پاچھ لگوانے اور لگانے والے کو دیکھ کر فرمایا:

افطر الحاجم والمحجوم. (سنن ابو داؤد، سنن نسائی)

پاچھ لگانے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا جب کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ان النبي صلى الله عليه وسلم احتجم وهو محرمٌ واحتجم وهو صائمٌ. (بخاری شریف)

سرکار دوعالم ﷺ روزے اور احرام کی حالت میں پاچھ لگوائی دونوں احادیث میں تعارض ظاہر واضح ہے۔

سیدنا شداد ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث کا تعلق فتح مکہ ۸ھ سے ہے اور سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث کا تعلق حجۃ الوداع ۱۰ھ سے ہے لہٰذا سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث ناسخ ہوئی اور سیدنا شداد ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث منسوخ ہوئی ناسخ کو ترجیح ہوگی۔

مخالفات ثقات

(۱) مدرج (۲) مقلوب (۳) المزید فی متّصل الاسانید (۴) مصحّف (۵) محرف (۶) مضطرب۔

(۱) **مدرج:** الفاظ حدیث سے متّصل راوی کا کلام بڑھادینا ادراج کہلاتا ہے۔ بسا اوقات حدیث سے مستنبط ہونے والے مسئلہ کو بیان کرتا ہے۔ جیسے: خطیب نے ابوقطن کے توسط سے دریافت کیا ہے۔

"عن شعبة عن محمد بن زیاد عن ابو ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار".

اس حدیث میں "اسبغوا الوضوء" حضرت ابوہریرہ کا ادراج ہے۔

(بخاری شریف)

ایڑھی اگر خشک رہ جائیں وضو میں آگ میں جلائی جائے گی اور کبھی لفظ کی تشریح کے لیے کیا جاتا ہے۔

جیسے حضرت زہری نے ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت کی "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحنّث فی الحراء وھوالتعبد اللیالی ذوات العدد". (بخاری)

"ھو التعبد" زہری کا ادراج اور مقصود تحنث کی تشریح ہے یعنی تحنث کے معنٰی عبادت کرنا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار حرا میں عبادت کرتے تھے۔

(۲) **مقلوب:** کسی چیز کو الٹ پھیر کردینا۔

سند میں قلب حماد بن عمرو قلب کرنے کا عادی تھا مرّہ بن کعب ہے کعب بن مرّہ حماد بن عمرو نے ایک سند میں عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هریرة رضی الله عنه مرفوعاً متّصل ہے جب کہ مسلم نے عن سهیل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة رضی الله عنه اذا لقیتم المشرکین فی طریق فلا تبذرهم بالسلام.

متن میں: حتیٰ لا تعلم یمینهٗ ماانفقت شمالهٗ. (مسلم شریف)

فی الحقیقت حتیٰ لا تعلم شمالهٗ تنفق یمینهٗ.

(۳) **المزید فی متّصل الاسانید:** متّصل سند میں کسی راوی کے نام کو بڑھادینا۔

عبدالله بن مبارك عن عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر عن بسر بن عبیدالله عن ابوادریس عن واثله عن المرشد غنوی عن الرسول الله صلی الله علیه وسلم (مسلم شریف، ترمذی شریف)

امام بخاری کہتے ہیں عبداللہ بن مبارک نے ابوادریس الخولانی کا اضافہ کیا۔

مصحف: جس میں نقطوں کے اعتبار سے ایک یا ایک سے زیادہ حروف میں تبدیلی ہوجائے اور لفظ کی تحریری صورت برقرار رہے اس عمل کو تصحیف کہتے ہیں۔

سند میں: "لتودّن الحقوق الیٰ اهلها"

تم ضرور ایک کے حقوق ادا کروگے۔

اس حدیث کو امام شعبہ نے عوام بن مراجم سے انہوں نے ابوعثمان سے انہوں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

امام یحییٰ بن معین نے سند میں تصحیف کرتے ہوئے عوام بن مراجم کو عوام بن مزاحم را کو زا اور جیم کو حا میں تبدیل کردیا۔

متن میں: من صام رمضان واتبعهٗ ستًّا من شوال.

ابوبکر صولی نے تصحیف کرتے ہوئے ستًّا کو شیئًا پڑھا۔

محرف: جس میں اعراب کے اعتبار سے ایک یا ایک سے زیادہ حروف کی تبدیلی

وجود میں آئے اور لفظ اپنی حالت میں برقرار رہے اس عمل کو تحریف کہتے ہیں۔

سند میں تحریف کی مثال: عَقیل کو عُقیل پڑھنا۔

متن میں تحریف کی مثال: سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث "رُمی اُبی یوم الاحزاب فی اکحله"

جنگ خندق والے اور سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بازو میں یعنی رگ بازو میں تیر لگا محمد بن جعفر غندر نے تحریف کرتے ہوئے اُبی کو اَبی (میرے باپ) پڑھا اَبی پڑھا جائے پر اس سے مراد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ بنتے ہیں جو پہلے جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔

مضطرب: ایسی روایت جسے متضاد طریقوں سے نقل کیا جائے اور تمام وجوہ قوت میں برابر ہوں یہ تضاد سند اور متن دونوں میں پایا جاتا ہے۔

سند میں اختلاف: حدیث شیبتی ھود واخواتھا ہے اس کے راوی ابواسحاق ہیں مگر ابواسحاق کے بعد اس روایت کی سند میں شدت سے اختلاف پایا جاتا ہے چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

ابواسحاق عن عکرمہ عن ابی بکر

ابواسحاق عن عکرمہ عن ابن عباس

ابواسحاق عن برّاء عن ابی بکر

ابواسحاق عن مسروق عن عائشہ عن ابی بکر وغیرہ

متن میں: فاطمہ بنت قیس جو ترمذی میں مذکور ہے۔

انّ فی المال حقًّا سوی الزکواة.

اور اسی روایت کو ابن ماجہ نے یوں نقل کیا ہے: "لیس فی المال حق سوی الزکواة" دونوں شریک عن ابی حمزہ عن الشعبی عن فاطمہ کی سند سے مذکور ہیں۔

نسبی کے اقسام

(۱) **موافقت:** راوی کا کسی مصنف کے شیخ تک اس مصنف کے سند کے علاوہ

کسی دوسری سند کے ساتھ پہنچنا جو مصنف کے سند کہ بنسبت عالی ہو۔

جیسے حافظ ابن حجر نے کہا کہ امام بخاری ایک حدیث امام قتیبہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ امام مالک سے اب ہم اگر اس حدیث کو امام بخاری کے واسطے بیان کرے تو امام قتیبہ اور ہمارے درمیان آٹھ واسطے وجود میں آئے ہیں امام قتیبہ سے ابوالعباس سراج والی سند سے روایت کرنے والی شکل میں سات واسطوں کی صورت میں ہمیں امام بخاری کے ساتھ ان کے شیخ امام قتیبہ میں عالی سند کے ساتھ موافقت حاصل ہو گئی۔

(۲)**بدل یا ابدال:** راوی کا کسی مصنف کے شیخ کے شیخ تک اس مصنف کی سند کے علاوہ کسی دوسری ایسی سند کے ساتھ پہنچنا جو مصنف کی سند کہ بہ نسبت عالی ہو۔

جیسے مذکورہ مثال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے کہا یہی سند بعینہٖ دوسرے طریق سے قعنبی عن امام مالک تک پہنچتی ہے اس میں امام بخاری کے شیخ کے شیخ امام قعنبی امام قتیبہ سے بدل میں اکثرہا موافقت اور بدل کا اعتبار اس وقت کیا جاتا ہے جب یہ علوّ پر ہو۔

(۳)**مساوات:** راوی کے سند کے رواۃ کی تعداد کا کسی ایک مصنف کی تعداد کے برابر ہونا مساوات کہلاتا ہے۔

جیسے وہ احادیث جس کی سند میں ابن حجر اور سرکار دوعالم ﷺ کے مابین دس واسطے ہیں۔

امام ترمذی اور نسائی کی روایت کی اسانید بھی دس واسطوں پر مشتمل ہیں۔

امام ترمذی نے سورہ اخلاص کی فضیلت میں اور امام نسائی نے کتاب الصلوٰۃ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔قل هو الله احد تعدی ثلث القرآن یعنی سورہ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

اور فرمایا میرے علم میں کوئی ایسی سند نہیں جس میں اتنے راویان زیادہ ہوں اس حدیث میں چھ تابعین پائے جاتے ہیں۔حافظ ابن حجر نے ایک جزء میں دس احادیث جمع کیے اور اس کا نام عشرۃ العشاریہ رکھا۔

(۴)**مصافحہ:** راوی کی سند کے رواۃ کی تعداد کا کسی ایک مصنف کے شاگرد کی سند کی تعداد کے برابر ہونا مصافحہ کہلاتا ہے۔
گو کہ راوی کی مصنف سے ملاقات ہوئی اسی وجہ سے اس کو مصافحہ کہتے ہیں۔

اقران اور مدبّج کی روایت

(۱)**اقران:** دو ساتھی جو ہم عصر ہوں ایک کا دوسرے سے روایت کرنا، مثال کے طور پر اعمش اپنے ساتھی تیمی سے روایت کرتے ہیں۔
(۲)**مدبّج:** دو ساتھی ہر ایک کا دوسرے سے روایت لینا، جیسے: ام المومنین سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرے سے روایت کرنا، اسی طرح امام مالک اور امام اوزاعی، امام احمد بن حنبل اور امام علی بن مدینی جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔
مدبّج اور اقران میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے۔
اکابر کا اصاغر سے روایت کرنا: ایک راوی اپنے سے کم عمر یا علم و حفظ میں کمزور حامل کے آدمی سے روایت کرنا، جیسے: محمد بن شہاب زہری کا امام مالک سے روایت کرنا اور امام مالک کا عبداللہ بن دینار سے روایت کرنا اسی طرح صحابہ کا تابعین سے روایت کرنا اور آباء کا ابناء سے روایت کرنا۔
سابق اور لاحق: ایسے دو راویوں کا ایک شیخ سے روایت کرنا جو موت کے لحاظ سے متقدم اور متأخر ہوں جن کی وفات میں بہت دوری ہو، مثلاً ابوالعباس سراج جو امام بخاری اور امام مسلم کے شیخ ہیں سے امام بخاری اور ابوالحسین خفاف دونوں روایت کرتے ہیں حالاں کہ ان کی وفات میں تقریباً ایک سو چالیس سال کا تفرق ہے۔ کیونکہ امام بخاری ۲۵۶ھ میں فوت ہوئے جبکہ خفاف ۳۹۳ھ یا ۳۹۵ھ میں وفات ہوئے۔
مہمل: راوی کا ایسے دو مشائخ سے روایت کرنا جو اپنے اسماء یا باپ وغیرہ کے ناموں میں متفق ہوں اور سند میں اس کی تخصیص نہ کی گئی ہو اگر دونوں مشائخ ثقہ ہیں تو

نقصان دہ نہ ہوگی جیسے امام بخاری ابن وہب کے درمیان احمد کا واسطہ ہے وہ احمد بن صالح ہیں یا احمد بن عیسیٰ دونوں ثقہ ہیں۔ ان میں جو کوئی بھی ہوگا سند صحیح ہوگی۔ لیکن جب ایک راوی ثقہ ہو اور دوسرا ضعیف ہو تو نقصان دہ ثابت ہوگی جیسے سلیمان بن داؤد خولانی اور سلیمان بن داؤد یمامی ان میں اوّل الذکر ثقہ ہے اور ثانی الذکر ضعیف ہے۔

نسیٰ: راوی کا اپنے شاگرد کو بیان کردہ روایت کا انکار کردینا۔ اگر شیخ کا حتمی اور یقینی طور پر انکار کردے تو ایسی روایت مردود ہوگی۔

امام دارقطنی اس موضوع پر من حدث و نسیٰ لکھی جیسے قضیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالیمین مع الشاهد الواحد (سول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا۔

مسلسل: ایسی حدیثیں جس کی سند کے تمام یا بعض راوی رواۃ یا روایت کے کسی وصف پر متفق ہوجائیں رواۃ کی صفات سے مراد ان کے اقوال اور افعال ہیں جب کہ روایات کی صفات سے مراد وہ امور ہیں جن کا تعلق ادائے حدیث سے ہوں اور اس کے زمان و مکان سے ہوں۔ مثلاً حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں کہا ابوالحسن علی بن مسلم فقیہہ نے ہمیں بیان کیا اور وہ اپنی داڑھی پکڑی انہوں نے کہا عبدالعزیز بن احمد نے ہمیں کہا ہمیں بیان کیا اور وہ اپنی داڑھی پکڑی انھوں نے کہا ابو عمرو عثمان بن ابوبکر نے ہمیں خبر دی اور وہ اپنی داڑھی پکڑی انہوں نے کہا محمد بن محمد بن اسحاق عبدی نے ہمیں بیان کیا اور اپنی داڑھی پکڑی انہوں نے کہا احمد بن شہاب نے ہمیں خبر دی اور وہ اپنی داڑھی کو پکڑی انہوں نے کہا سلیمان بن شعیب کیسانی نے ہمیں خبر دی اور وہ اپنی داڑھی کو پکڑی انہوں نے کہا شباب بن فراش نے ہمیں خبر دی اور وہ اپنی داڑھی کو پکڑی انہوں نے کہا یزید قاشی نے ہمیں بیان کیا اور وہ اپنی داڑھی کو پکڑی انہوں نے کہا سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور وہ اپنی داڑھی کو پکڑی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا: ”لا یومن العبد حتیٰ یومن باالقدر خیرہٖ وشرہٖ وحلوہٖ ومرہٖ“ کوئی آدمی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک تقدیر پر ایمان نہیں لاتا تقدیر خیر ہو یا شر میٹھی ہو یا کڑوی رسول اللہ

ﷺ اپنی داڑھی مبارک پکڑی اور فرمایا :آمنت بالقدر خیرہٖ وشرہٖ وحلوہٖ ومرہٖ۔

متفق و مفترق: رواۃ کے نام یا ان کے آباء کے نام کا تلفظ یا خط دونوں میں متفق ہونا اور ان کی ذاتوں کا مختلف ہونا متفق و مفترق کہلاتا ہے۔ جیسے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ناموں میں متفق ہیں عبداللہ ابن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو اپنے نام اور آباء کے نام میں متفق ہیں۔

مؤتلف و مختلف: رواۃ کے اسماء یا القاب یا انساب کا خط میں متفق اور تلفظ میں مختلف ہونا مؤتلف و مختلف کہلاتا ہے۔ جیسے مسور اور مسوّر دونوں اسماء لکھنے میں متفق ہیں لیکن بولنے میں مِسوِر جبکہ دوسرا مسوّر ہے۔ اسی طرح سلام اور سلاّم۔

متشابہ: رواۃ کے اسماء کا تلفظ اور خط میں متفق ہونا اور ان کے آباء کا اسماء کا تلفظ میں مختلف اور خط میں متفق یا اس کے برعکس ہونا یعنی آباء کے اسماء کا تلفظ اور خط دونوں میں متفق ہونا اور رواۃ کے اسماء کا مختلف ہونا متشابہ کہلاتا ہے۔

جیسے: محمد بن عَقیل اور محمد بن عُقیل رواۃ کے اسماء میں مکمل اور آباء کے اسماء میں خط میں اتفاق ہے مشہور تابعی شریح بن النعمان اور امام بخاری کے شیخ سیریج بن النعمان رواۃ کے اسماء میں خطاً اور آباء کے اسماء میں مکمل اتفاق ہے۔

واضح رہے کہ قدیم عرب جو حفظ وضبط میں انتہائی تیز تھے لفظوں پر نقطے نہیں دیتے ہیں۔

تحمل حدیث اور ادائے حدیث

تحمل: مشائخ سے حدیث روایت حاصل کرنا اہم ترین مسلک کی رو سے تحمل حدیث کے لئے راوی میں معتبر چیز سمجھ بوجھ اور تمیز ہے۔

الاداء: احادیث کو اخذ کرنے کے بعد آگے بیان کرنا۔

تحمل حدیث کے طریقے

(۱) شیخ کا اپنے حفظ سے یا کتاب سے احادیث بیان کرنا راوی کا سننا تحمل حدیث کا یہ طریقہ باقی سب طریقوں سے اعلیٰ ہے۔ جیسے: سَمِعْتُ اور سَمِعْنَا ثم حدثنی اور حدثنا ثم اخبرنی اور اخبرنا ثم أنبانی و نبّانی انباناً و نبأنا.

قرات: راوی کا شیخ پر پڑھنا بعض اصولی اس طریقے کو اصول کہتے ہیں۔ جیسے قرات، قرأ علیٰ فلانٍ و انا اسمع.

اجازت: شیخ کا لفظی طور پر یا لکھ کر اپنی احادیث کو روایت کرنے کی اجازت دینا اور اس کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) معین افراد کو معین احادیث روایت کرنے کی اجازت دینا جیسے شیخ کہے تجھے صحیح مسلم روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

(۲) متعیّن افراد کو غیر معین احادیث روایت کرنے کی اجازت دینا۔

(۳) غیر معین افراد کو معین احادیث روایت کرنے کی اجازت دینا۔ جیسے شیخ کہے ہر اس شخص کو صحیح بخاری روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

(۴) غیر معین افراد کو غیر معین احادیث روایت کرنے کی اجازت دینا، جیسے شیخ کہے میں اپنے ہم عصروں کو اپنی تمام احادیث روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

(۵) ایسے معدوم شخص کو اجازت دینا جو موجود فرد کے تابع ہو، جیسے شیخ کہے میں فلاں آدمی کو اور آج کے بعد اس سے پیدا ہونے والی اولاد کو فلاں فلاں احادیث روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

مناولہ

(۱) **مناولہ مع اجازت:** یہ علی الاطلاق اجازت کی اعلیٰ قسم ہے اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنا اصلی یا اس سے تقابل کیا گیا نسخہ اپنے شاگرد کو دیتے ہوئے کہے کہ فلاں شیخ سے

میری روایات ہیں جو تو مجھ سے روایت کرسکتا ہے۔

(۲)مناولہ جس میں اجازت نہ ہو اس کی شکل یہ ہے کہ شیخ اپنا اصل یا اس کے قائم مقام نسخہ اپنے شاگرد کو تھماتے ہوئے صرف یہ کہے کہ یہ فلاں شیخ سے میری سماعت کردہ یا روایت کردہ احادیث ہیں۔

مناولہ کی ادائیگی کی صورتیں:"حدثنی فلان اجازۃً او مناولۃً" فلاں نے مجھے اجازت یا مناولہ کی صورت میں بیان کیا یا یہ کہے:"اخبرنی فلان اجازۃً او مناولۃً".

المکاتبہ

شیخ کا اپنی سماعت کردہ روایات کسی وجوہ یا غیر موجود راوی کے لئے اپنے خط یا اپنے حکم سے لکھوا دینا مکاتبت کہلاتا ہے مناولہ کی طرح اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

مکاتبہ مع اجازت: یہ قسم حجت وقوت میں مناولہ اجازت کی طرح ہے۔

مکاتبہ میں اجازت نہ ہو: صحت وقوت میں مناولہ جس کی اجازت نہ ہو کی طرح ہے۔

اعلام: شیخ کا صرف یہ کہنا یہ کتاب فلاں سے میری سماعت کردہ روایات پر مشتمل ہے۔

وصیت: شیخ کا اپنی قوت یا کسی سفر کے وقت کے لئے اپنی کتاب کی وصیت کرنا ادائیگی کی صورت ر و می الیٰ فلاں.

وجاوت: راوی کا کوئی ایسی حدیث یا کتاب پالینا جو اس کے شیخ کے خط سے لکھی گئی ہو اور وہ اس خط کو اچھی طرح پہچانتا بھی ہو۔

ادائیگی کی صورت وجدتّ بخطِ فلانٍ قرأت بخطِ فلانٍ.

صحیح احادیث میں باعتبار کتب درجہ بندی کے نو درجات ہیں:

(۱)ایسی احادیث جنہیں بخاری ومسلم دونوں نے نقل کیا ہو۔

(۲)جنہیں صرف بخاری نے نقل کیا ہو۔

(۳) جنہیں صرف مسلم نے نقل کیا ہو۔

(۴) جو بخاری و مسلم کی شرائط پر ہو گو کہ ان کتابوں میں روایت موجود ہوں۔

(۵) جو بخاری کی شرط پر ہو۔

(۶) جو صرف مسلم کی شرط پر ہو۔

(۷) جو بخاری و مسلم کی شرط پر نہ ہو مگر ان مؤلفین نے نقل کیا ہو جو صحیح روایات نقل کرنے کا اہتمام کرتے ہوں، جیسے مؤطا امام مالک، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ۔

(۸) **سنن اربعہ:** ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ۔

(۹) دیگر معاجم و مسانید۔

اصحّ الاسانید

جیسے: عن مالك عن نافع عن عبدالله بن عمر رضی الله عنه.

عن زهری عن سالم عن عبدالله بن عمر رضی الله عنه.

عن محمد بن سیرین عن عبیدة السلیمانی عن علی کرم الله وجهه.

عن سلیمان بن مهران الاعمش عن ابراهیم نخعی عن علقمة عن عبدالله ابن مسعود رضی الله عنه.

جرح وتعدیل

تعدیل: راوی کو ثقہ قرار دینا تعدیل کہلاتا ہے۔

جرح: راوی کو غیر ثقہ قرار دینا جرح کہلاتا ہے۔

تعدیل میں جتنی قوت ہو راوی اتنا زیادہ قابل اعتماد تصور کیا جائے گا وہیں جرح جس قدر شدت کی ہوگی راوی اسی مناسبت میں ضعیف کہلائے گا۔

تعدیل وتوثیق کے مراتب

(۱)**مرتبہ اوّل:** سارے مراتب سے اعلیٰ ایسا وصف جو مبالغہ پر دلالت کرے، جسے اسم تفضیل سے تعبیر کیا جاتا ہے، جیسے فلانٌ اوثق الناس۔فلاں راوی سب سے زیادہ ثقہ ہے (اثبت الناس)فلاں راوی سب سے زیادہ حدیث کو یاد رکھنے والا ہے۔"الیه المنتهیٰ فی الضبط"فلاں راوی پر ضبط کی انتہا ہے۔"لااعرف لهٗ نظولهٗ"میرے علم کے مطابق فلاں راوی عدیم النظیر ہے۔

(۲) **مرتبہ دوئم:**"فلان لا یسئل عنه"فلاں راوی کی کتابت کے بارے میں سوال کرنا ہی بے جا ہے۔

(۳) **مرتبہ سوئم:** توثیق پر دلالت کرنے والی صفات کو تاکیداً بارہا استعمال کرنا ثقةٌ، ثقةٌ، ثبةٌ حجةٌ یا ثقةٌ ضابطٌ

اس ضمن میں ازدیاد تاکیدات ابن عیینہ کے قول میں پائی گئی ہے۔انہوں نے کہا عمروبن دینار نے بیان کیا۔

(۴)**مرتبہ چہارم:** توثیق پر دلالت کرنے والی صفات بغیر تاکید کے استعمال ہوئے ہوں۔جیسے ثقةٌ یا ثبتٌ یا حجةٌ.

(۵) **مرتبہ پنجم:** جیسے صدوق مامون لیس به بأس.

(۶) **مرتبہ ششم:** جو تجریح کے قریب ہونے کا احساس دلائے یہ توثیق کا سب سے ادنیٰ مرتبہ ہے۔فلانٌ لیس بعید عن الصّواب.

جرح کے مراتب

مرتبہ اوّل: جو بدترین ہے مبالغہ کے صیغہ پر دلالت کرے فلانٌ اکذب الناس یعنی فلاں راوی سب سے جھوٹا ہے الیه المنتهیٰ فی الکذب فلاں راوی پر جھوٹ بولنے میں بس ہے۔

مرتبہ دوئم: جو پہلے مرتبہ سے کم ہو اگرچہ مبالغہ پر دلالت کرے، جیسے: فلانٌ، دجّالٌ، کذّابٌ.

مرتبہ سوئم: "فلانٌ متھم بالکذب او بالوضع"
فلاں راوی متہم بالکذب یا متہم بالوضع ہے یا ساقط۔

مرتبہ چہارم: "فلانٌ رد حدیثه" فلاں راوی کی حدیث کو رد کر دیا گیا۔

مرتبہ پنجم: "فلانٌ لا یحجُّ لهٗ"
فلاں راوی سے حجت نہیں پکڑی یا "ضعّفوة" محدثین نے اسے ضعیف قرار۔ "مضطرب بالحدیث" فلاں راوی کی احادیث میں اضطراب ہے۔

مرتبہ ششم: جو جرح کے مراتب میں نرم اور ہلکا ہو۔ "فلانٌ فیه مقالٌ".

اسماء، کنیتوں، انساب، القاب اور موالی کی پہچان

(۱) ایسے رواۃ جو جو کنیتوں کے ساتھ نہیں بلکہ اسماء کے ساتھ مشہور ہو گئے ہوں، جیسے: طلحہ بن عبداللہ، عبدالرحمٰن بن عوف اور حسن بن علی جو اپنے ناموں کے ساتھ مشہور ہیں ان میں ہر ایک کی کنیت ابو محمد ہے، جیسے ابوادریس خولانی ابواسحاق سبیعی۔

(۲) ایسے رواۃ جن کے اسماء ان کی کنیتیں ہیں، جیسے: ابوبلال اشعری اور ابوحاتم رازی سے روایت کرنے والے ابوحصین۔

(۳) وہ رواۃ جن کے ناموں میں اختلاف کیا گیا ہو، جیسے: سیدنا ابوہریرہ کے نام اور ان کے والد کے نام کے بارے میں تقریباً تیس اقوال ہیں جن میں مشہور ترین قول عبدالرحمٰن بن حجر ہے۔

(۴) ایسے رواۃ جن کی کنیتوں میں اختلاف کیا گیا ہو، جیسے: اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں تین اقوال ہیں ابوخارجہ یا ابومحمد یا ابوعبداللہ۔

(۵) ایسے رواۃ جن کی کئی کنیتیں ہوں، جیسے: ابن جریج کی دو کنیتیں ہیں ابوخالد اور ابوالولید۔

(۶) ایسے رواۃ جن کی کنیتیں ان کے آباء کے اسماء کے موافق ہوں یا اس کے برعکس ہوں، جیسے: ابو مسلم اغر بن مسلم مدنی جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ابو اسحاق بن اسحاق طالقانی اور اس کے برعکس جیسے اسحاق بن ابو اسحاق سبیعی۔

(۷) ایسے رواۃ جن کے آباء کے اسماء ان کے مشائخ کے اسماء کے موافق ہوں، جیسے: ربیع بن انس جو سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اس کا باپ بکری تھا اور شیخ خادم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸) ایسے رواۃ جن کے تلامذہ کے اسماء ان کے مشائخ کے اسماء کے موافق ہوں، جیسے: امام بخاری جن کے شاگرد صاحب الصحیح امام مسلم ہیں اور شیخ مسلم بن ابراہیم فراہیدی اس نوع سے ناواقف انسان۔ "حدثنا مسلم عن البخاری عن مسلم"

ہمیں اس نوع سے ناواقف انسان نے بیان کیا انہوں نے بخاری سے اور بخاری نے مسلم سے ایسی سند کو مقلوب کہتے ہیں۔

(۹) ایسے رواۃ جن کے اسماء ان کے مشائخ اور مشائخ کے مشائخ کے اسماء سے موافق ہوں، جیسے: عمران عن عمران عن عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اوّل عمران قصیر ہے، دوئم عمران ابو رجاء عطاردی اور سوئم عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو معروف صحابی ہیں۔

(۱۰) ایسے رواۃ جن کے اسماء ان کے آباء واجداد کے اسماء کے موافق ہوں، جیسے: الحسن بن الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب۔

(۱۱) ایسے رواۃ جن کی کنیتیں ان کی بیویوں کی کنیتوں کے موافق ہوں، جیسے: ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام سلمہ، ام ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ولاء کے اقسام

(۱) **ولاء العتاقۃ:** (آزادی کی بنیاد پر تعلق) ولاء میں یہ تعلق سب سے زیادہ ہوتا

ہے اکثر رواۃ اپنے آزاد کنندہ یا آزاد کردہ قبیلے کی طرف کئے گئے جیسے:"اللیث بن سعد مصری فهمی حولی فهم".

(۲)**ولاء الاسلام:** جب کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے تو وہ اس کے قبیلے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ محمد بن اسماعیل بخاری جعفی، جعفی کی نسبت کی وجہ ہے کہ امام صاحب کے دادا جدّ امجد مغیرہ، یمان بن اخنس جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کئے تھے۔ اس لئے اس کی نسبت اس کے قبیلے کی طرف کی گئی۔

(۳)**ولاء بالحلف:** حلف محالفہ سے ہے یعنی باہمی نصرت۔ ایک دوسرے سے معاہدہ کرنا جیسے امام مالک بن اصبحی تیمی ولاء ان کی جماعت قریش کے قبیلے تیم کے ساتھ باہمی معاہدہ کرنے کی وجہ سے ان کے موالی بن گئے اس نسبت کی ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ ان کے دادا مالک بن ابوعامر، طلحہ بن عبداللہ (تیمی کے مزدور تھے) مولی اعلیٰ اور مولی اسفل دونوں کے لئے لفظ مولیٰ استعمال ہوتا ہے۔

(۱) **معتق:** آزاد کرنے والا (۲) **محالف:** جس سے معاہدہ کیا جائے (۳) **مولیٰ:** وہ آدمی جس کے ہاتھ پر کوئی دوسرا مسلمان ہوا ہو۔

کتابۃ الحدیث: واضح خط سے لکھنا پیچیدہ الفاظ پر اعراب اور نقطے لگانا ممکن ہو تو ساقط حروف کو صفحہ کی دائیں جانب بصورت دیگر بائیں جانب کتابت حدیث کہلاتا ہے۔

اسماع الحدیث: اس سے مراد مشائخ سے احادیث حاصل کرنا اس کی شرط یہ ہے کہ شیخ احادیث خود پڑھ رہا ہو اس پر پڑھی جارہی ہو۔

عرض الحدیث کی تین صورتیں ہیں

(۱) طالب علم کا شیخ کے ساتھ اس سے سنی ہوئی روایت کا تکرار کرنا برابر ہے کہ شیخ اصل سے دیکھے یا اپنے حافظے پر اعتماد کرے۔

(۲) طالب علم کا شیخ کے علاوہ کسی دوسرے ثقہ کے ساتھ تکرار کرنا۔

(۳)**اسماع الحدیث:** شیخ کا تلامذہ کو حدیث بیان کرنا۔

ائمہ جرح وتعدیل

(۱)شعبہ بن حجاج۔

(۲)یحیٰ ابن معین، امام احمد بن حنبل، علی بن مدینی۔

(۳)امام مسلم، امام بخاری۔

(۴)امام ذہبی، ابن حجر عسقلانی، امام الدارقطنی، عبدالرحمٰن المھدی۔

قواعد جرح وتعدیل

(۱)اگر جرح مبہم ہو تو تعدیل کو ترجیح ہوگی۔

(۲)جرح اگر مفصل ہو تو جرح کو ترجیح ہوگی۔

(۳)تعدیل اگر مبہم ہو تو قبول ہو۔

(۴)جرح اگر مبہم ہو تو قابل قبول نہیں۔

برائے ایصال ثواب

مرحوم حاجی ناصر علی صاحب　　　مرحومہ ثمر النساء صاحبہ

مرحومہ سیدہ بیگم صاحبہ　　　مرحوم شہاب الدین صاحب

مرحومہ فاطمہ بی بی　　　مرحوم عبد الوحید

مرحومہ حسینہ خاتون　　　مرحوم نصیر احمد

مرحوم سید اعجاز احمد　　　مرحوم محمد شریف

مرحوم محمد اختر　　　مرحوم منور علی

مرحوم محمد حنیف اور ان کی اہلیہ مرحومہ

مرحوم محمد بیلٹ اور ان کی اہلیہ مرحومہ

فروغ اہل سنّت کے لیے امام اہل سنّت کا دس نکاتی پروگرام

(۱) عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

(۲) طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

(۳) مدرسین کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔

(۴) طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے۔ معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔

(۵) ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریر و تقریر اور وعظ و مناظرہ اشاعت دین و مذہب کریں۔

(۶) حمایت مذہب و رد بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

(۷) تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیے جائیں۔

(۸) شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ کو سرکوبی اعداء کیلئے اپنی فوجیں، میگزین، اور رسالے بھیجتے رہیں۔

(۹) جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

(۱۰) آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

☆☆☆

اپیل

بحمدہ تعالیٰ دارالعلوم غوثیہ مکیہ، شمالی بہار کا مرکزی ادارہ ہے جو عرصۂ دراز سے قوم وملت کے نَونہالوں کو علوم نبویہ سے سیراب کر رہا ہے اور مہمان رسول ﷺ ذی وقار اساتذہ کی نگرانی میں اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ اس مہنگائی کے دور میں مہمان رسول ﷺ کی کفالت کس قدر مشکل تر ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ باوجود اس کے کہ مدرسہ ان کے قیام وطعام کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ لٰہذا ہمدردانِ قوم وملت اور مخیّر حضرات تعاون کر کے عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔

فقط والسلام

مولانا سمیع اللہ قادری صابری
مہتمم دارالعلوم ہذا

تعاون کے طریقے کار

(۱) کسی ایک اساتذہ وملازمین کی تنخواہ اپنے ذمے لیں۔
(۲) دارالعلوم کے تعمیری کام میں حصہ لیں۔
(۳) کسی بچے کی کفالت اپنے ذمے لیں۔
(۴) مطبخ میں خرچ ہونے والے اشیاء وغیرہ اپنے ذمے لیں۔

DARUL ULOOM GHAUSIA MAKKIA
A/c No: 466320110000163
IFSC Code: BKID0004663

Publisher
DARUL ULOOM GHAUSIA MAKKIA
Bahera Distt: Darbhanga